امت میں رائج مہلک منکرات
ایک جائزہ

از: مولانا محمد اسجد قاسمی ندوی
شیخ الحدیث جامعہ عربیہ امدادیہ، مراد آباد

اس وقت پوری دنیا میں مادیت اور شہوانیت کا جو سیلاب آیا ہوا ہے، اس نے تمام اخلاقی قدریں تہ وبالا کرڈالی ہیں، معاشرتی نظام بے حیائی، بدکاری اور عریانیت کا مرکب بن چکا ہے، اخلاقیات کے نظام کو بے کرداری اور نفع پرستی کے مزاج نے زیروزبر کردیا ہے، معاملات کو سود اور حرام کی زنجیروں نے کچھ اس طرح چوطرفہ جکڑ رکھا ہے کہ امانت ودیانت، صداقت وراستی اور خیرخواہی کے اوصاف آخری سانس لے رہے ہیں۔

انحراف اور بگاڑ کا یہ سیلاب پورے عالم میں آیا ہوا ہے اور مشرق ومغرب، عرب وعجم، شہرودیہات، کوئی خطہ اس سے محفوظ نہیں ہے۔

احادیث کی صراحتوں سے واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی خطے یا معاشرے پر اللہ کی طرف سے اجتماعی قہروعذاب کا نزول تین گناہوں کے رواج عام کے نتیجے میں ہوتا ہے: (۱) سودخوری (۲) زنا اور بدکاری (۳) زکوٰۃ کی ادائیگی میں مجرمانہ کوتاہی۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

جب کسی قوم میں سود اور زنا عام ہوجائیں تو وہ اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنالیتی ہے۔

(المستدرک: ۲/۳۷)

آج یہی صورتِ حال ہمارے سامنے ہے، سودی لین دین اور بدکاری کے فروغ نے وہ شکلیں اختیار کرلی ہیں کہ ان کا تصور بھی لرزہ طاری کردیتا ہے، اسی طرح زکوٰۃ کے تعلق سے مجرمانہ غفلت اور کوتاہی کی عام فضا بنی ہوئی ہے، ہماری انھیں بداعمالیوں کا خمیازہ قدرتی آفات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

سودخوری کی وبا عام

احادیث کی صراحت کے مطابق کسی قوم، خطے اور معاشرے پر اجتماعی آفت وعذاب کے آنے کا ایک بنیادی سبب سودی کاروبار اور سودی لین دین کا عام چلن ہے۔

شریعت نے حرام کاموں اور گناہوں کی جو تفصیل بتائی ہے، اس میں سود کا گناہ سرِفہرست ہے، قرآن وحدیث میں سود کی شناعت وقباحت کے تعلق سے ایسے ایسے الفاظ بیان ہوئے ہیں جو لرزہ طاری کردیتے ہیں۔

سورۃ البقرہ میں سود کی حرمت اور اس سے اجتناب کے حکم کے بعد ارشاد فرمایا گیا:

فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (البقرۃ/۲۷۹)

ترجمہ: اگر تم سود کا کاروبار نہیں چھوڑوگے تو تم اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔

غور کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ قرآن مجید نے شرک کے بعد بڑے سے بڑے گناہ کے بارے میں بھی اتنے سخت الفاظ اور اتنا سخت لب ولہجہ استعمال نہیں کیا، جتنا سخت لب ولہجہ ولفظ سود کے بارے میں استعمال کیا ہے، ''اعلانِ جنگ'' کے الفاظ انتہائی سخت وعید اور بدترین شناعت کے اظہار کے لیے ہیں۔ روایات میں آتا ہے کہ ایک شخص امام مالک بن انسؒ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: میں نے شراب کا ایک ایسا رسیا اور نشہ میں چور شخص دیکھا جو چاند کو پکڑنے کی کوشش کررہا تھا، اس پر میں نے کہا: اگر انسان کے پیٹ میں شراب سے بھی بدتر کوئی چیز اترنے والی ہو تو میری بیوی کو طلاق، آپ نے فرمایا: ابھی لوجاؤ کہ میں تمہارے مسئلہ میں غور کرلوں، وہ دوسرے دن آیا تو بھی فرمایا: ابھی لوٹ جاؤ کہ میں تمہارے مسئلہ میں غور کرلوں، وہ تیسرے دن آیا تو فرمایا: تمہاری بیوی کو طلاق پڑگئی، اس لیے کہ میں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ میں انتہائی غور وتدبر کیا؛ مگر سود سے بدتر کوئی چیز نظر نہ آئی؛ اس لیے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن: ۳/۳۶۴)

سود کی بے برکتی اور نحوست کے وبال کو بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ. (البقرۃ/۲۷۶)

ترجمہ: اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

سود اور صدقہ کی حقیقت، نتائج، اغراض اور کیفیات سب متضاد ہوتے ہیں، صدقہ میں اپنا مال

بلا معاوضہ دوسرے کو دیا جاتا ہے اور سود میں دوسرے کا مال بلا مالی معاوضہ کے لیا جاتا ہے، صدقہ کی غرض رضائے الٰہی اور ثواب آخرت ہوتی ہے؛ جب کہ سود کی غرض اللہ کے غضب سے نڈر ہوکر اپنی موجودہ دولت میں ناجائز اضافے کی ہوس ہوتی ہے، نتیجہ کا فرق قرآن کی اسی آیت نے بتادیا کہ اللہ سود سے حاصل ہونے والے مال کی برکت وخیر مٹادیتے ہیں؛ جب کہ صدقہ کرنے والے کے مال کو اوراس کی برکت کو بڑھادیتے ہیں، کیفیات کا فرق یہ ہوتا ہے کہ صدقہ دینے والے کو متنوع اعمال خیر کی توفیق عطا ہوتی ہے اور سود خور بالعموم محرومی میں مبتلا کردیا جاتا ہے۔

ایک حدیث میں فرمایا گیا:

اَلرِّبَا وَإِنْ کَثُرَ فَإِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِیْرُ إِلیٰ قُلٍّ. (ابن ماجه/١٦٥، المستدرك:٢/٣٧)

ترجمہ: سود کا مال اگرچہ بڑھ جائے؛ مگر اس کا انجام ہمیشہ بے برکتی اور کمی کی شکل میں سامنے آتا ہے۔

سود خور کے مال میں سود کی وجہ سے بہ ظاہر کتنا ہی اضافہ کیوں نہ نظر آتا ہو لیکن:

(۱) سود خور کے مال میں برکت نہیں ہوتی۔

(۲) ایسے مال میں عام طور سے آفتیں لاحق ہوتی ہیں، ناجائز مصارف میں خرچ ہوجاتا ہے یا کسی ناگہانی آفت وحادثے کی نذر ہوجاتا ہے۔

(۳) سود خور مال کے اصل فوائد یعنی عزت وراحت سے محروم رہتا ہے، اسے اسباب راحت چاہے جس قدر حاصل ہوجائیں، حقیقی راحت واطمینان وسکون کی کیفیات حاصل نہیں ہوتیں، پھر اس کی طبیعت میں سود خوری کی وجہ سے شقاوت، تنگ دلی، بزدلی، مجنونانہ حرص وہوس اور دناءت اور بے رحمی کے جراثیم جڑ پکڑ لیتے ہیں، جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ دوسروں کے دلوں میں اس کی کوئی قدر ومنزلت اور عزت ومقام باقی نہیں رہ جاتا۔

سورۂ آل عمران میں ارشاد ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَأْکُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.

(آل عمران/١٣٠)

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود مت کھاؤ اور اللہ سے ڈرو تاکہ تمھیں فلاح حاصل ہو۔

اس آیت میں زمانۂ جاہلیت میں مروج سود کی ایک خاص صورت کا ذکر بہ طور مثال ہے، ورنہ

سود کی حرمت کا حکم عام ہے، وہ کئی گنا بڑھا چڑھا کر ہو یا نہ ہو۔

سود کی حرمت وشناعت کے تعلق سے احادیثِ نبویہ میں بہت مواد موجود ہے، بخاری ومسلم کی ایک روایت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سات ہلاک وبرباد کرنے والی چیزوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے اوران سات چیزوں میں شرک، جادو، قتل ناحق، میدان جنگ سے فرار ہونا، تہمت طرازی، یتیم کا مال ناحق کھانے کے ساتھ سود خوری کا ذکر صریح الفاظ میں آیا ہے۔ (بخاری:۱/۳۸۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں:

لَعَنَ رسولُ اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم آکلَ الرِّبَا وَمُوْکِلَهٗ وَکَاتِبَهٗ وَشَاهِدَیْهِ، وَقَالَ: هُمْ سَوَاءٌ (مسلم: ۲/۲۷)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے، اور سود پر گواہ بننے والے پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا: یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کرلیا ہے کہ ان کو جنت میں داخل نہیں کریں گے اور نہ ان کو جنت کی نعمتوں کا ذائقہ چکھائیں گے: (۱) عادی شرابی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال اڑانے والا (۴) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا۔ (المستدرك: ۲/۳۷)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی حدیث نبوی میں سخت وعید آئی ہے:

الربا ثلاث وسبعون بابا، أيسرها مثل أن ينكح الرجل أمّه. (المستدرك: ۲/۳۷)

سود کے وبال تہتر قسم کے ہیں، ان خرابیوں میں سے ادنیٰ اور کمتر قسم ایسی ہے، جیسے کوئی شخص (معاذ اللہ) اپنی ماں کے ساتھ منھ کالا کرے۔

حضرت عبداللہ بن سلامؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

الدرهم يصيبه الرجل من الربا أعظم عند اللّٰه من ثلاثة وثلاثين زنية يزنيها في الإسلام (أيضًا)

ایک درہم کوئی سود سے حاصل کرے، اللہ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود ۳۳ بار زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔

دوسری روایت میں وارد ہوا:

الربا اثنان وسبعون حوبا، اصغرها حوبا كمن أتیٰ امه في الإسلام، ودرهم من

الربا أشد من بضع وثلاثين زنية. (شعب الایمان للبیهقی: ٤/٣٩٢)

سود کے بہتر گناہ ہیں، ان میں سب سے چھوٹا گناہ اس شخص کے گناہ کے برابر ہے، جو مسلمان ہوکر اپنی ماں سے زنا کرے اور ایک درہم سود کا گناہ کچھ اوپر ۳۰ زنا سے زیادہ بدتر ہے۔

حضرت حنظلہ (شہیدِ اسلام، جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا) کے صاحبزادے حضرت عبداللہؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں:

درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. (مسند أحمد: ٥/٦٩، مجمع الزوائد: ٤/١١٧)

سود کا ایک درہم جسے کوئی جانتے ہوئے استعمال کرلے ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: شبِ معراج میں جب ہم ساتویں آسمان پر پہونچے تو میں نے اوپر کی طرف نظر اٹھاکر دیکھا تو اچانک گرج، بجلی اور کڑک محسوس کی، پھر ایک ایسی قوم پر میرا گزر ہوا جن کے پیٹ بڑے بڑے مکانوں جیسے تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے، جو باہر صاف طور سے نظر آرہے تھے، میں نے جبرئیل سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انھوں نے بتایا: یہ سودخور لوگ ہیں۔ (ابن ماجہ: ۱۶۴، مسند احمد: ۲/۲۵۶)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

ما ظاهر في قوم الزنا والربا إلا أحلوا بأنفسهم عذاب الله. (مجمع الزوائد: ٤/١١٨)

جس قوم میں زنا اور سود پھیل گیا انھوں نے یقیناً اللہ کا عذاب اپنے اوپر اتار لیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

إيا أراد الله بقوم هلاكا فشافيهم الربا. (مسند الفردوس الديلمي: ٢/٢١٣)

جب اللہ کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو ان میں سود پھیل جاتا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے منقول ایک حدیث میں انتہائی چشم کشا حقیقت کا بیان ہے:

ليأتين على الناس زمان لا يبقىٰ منهم أحد إلا أكل الربا، فمن لم يأكل أصابه من غباره. (ابن ماجه)

ایک زمانہ ضرور ایسا آئے گا کہ کوئی بھی سود سے نہ بچ سکے گا اور کوئی شخص سودخوری سے بچ بھی گیا تو بھی سود کے دھویں اور غبار سے نہیں بچ سکے گا۔

مذکورہ احادیث اور بہ طورخاص اس حدیث کے تناظر میں ہم اگر موجودہ صورتِ حال کا تجزیہ کریں تو واضح ہوتا ہے کہ محتاط اندازے کے مطابق اٹھانوے فیصد افراد سود کی لعنت میں گرفتار ہیں، پورا تجارتی نظام سود پر منحصر ہو چکا ہے، دو فی صد باتوفیق بندے ایسے ہیں جو سود خوری سے بچے ہوئے ہیں؛ لیکن سودی نظام کی زنجیر نے عالمی معیشت وتجارت کو اس طرح جکڑ رکھا ہے اور سماج میں سود اس طرح سرایت کرگیا ہے کہ ان باتوفیق اور حلال کاروبار کرنے والوں کا حلال مال بھی پورے طور پر سود کے دھویں اور غبار سے محفوظ اور بچا ہوا نہیں رہ جاتا۔

اب جب کہ دنیا سودی لعنت میں جکڑے ہوئے تجارتی ومعاشی نظام کا تجربہ کر چکی ہے اور اس کے اخلاقی، روحانی، تمدنی، اجتماعی اور معاشرتی نقصانات کا سامنا بھی کر چکی ہے اور اس کے نتیجہ میں بار بار مختلف شکلوں میں آنے والے قہرِ الٰہی سے بھی دوچار ہو چکی ہے، دنیا کے لیے سود سے بالکل پاک اسلامی نظامِ معیشت (جو تمام انسانی طبقات کے لیے سراپا رحمت وخیر ہی ہے) کو اپنانے کے سوا کوئی اور متبادل اور چارۂ کار باقی نہیں بچا ہے۔

سود کی مناسبت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پوری ملت کے لیے انتہائی فکر انگیز ہے:

إن من أربیٰ الربوا الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق. (أبوداؤد: کتاب الأدب)

سب سے بڑا سود یہ بھی ہے کہ کوئی کسی مسلمان کی آبرو پر ناحق دست درازی کرے۔

مزید ارشاد ہوا:

إن أربیٰ الربا عرض الرجل المسلم. (المستدرك: ۲/۳۷)

بلاشبہ بدترین سود کسی مسلمان کی آبروریزی ہے۔

واضح ہو کہ کسی مسلمان کی عزت وآبرو سے کھلواڑ، بے جا تہمت طرازی، ناحق دست درازی اسی سود کا ایک حصہ ہے جس کو ماں کے ساتھ زنا سے بدتر اور خدا کے غضب وعذاب کا موجب بتایا گیا ہے۔

بے حیائی کا سیلابِ بلاخیز

بے حیائی، بے پردگی اور بدکاری کی لعنت اللہ کے قہر وعذاب کو دعوت دیتی ہے، شریعت نے حیا اور پردے کا انتہائی معقول نظام انسانیت کو دیا ہے اور ہر وہ سوراخ بند کر دیا ہے، جہاں سے بے حیائی کے جرثومے ابھر کر آسکتے ہوں، قرآن نے زنا کو صاف الفاظ میں بے حیائی کا عمل، ناپسندیدہ اور برا چلن بتا کر اس کے قبحِ شرعی، قبحِ عقلی اور قبحِ عرفی کا ذکر کیا ہے (النساء/۲۲) اور اسے بے حیائی کا کام

اور بری راہ قرار دے کر اس کے قریب تک جانے سے منع کردیا ہے (الاسراء/۳۲) اس طرح بے حیائی، بے پردگی اور فحاشی کے تمام قولی، فعلی، تقریری وتحریری، لباسی وتصویری مظاہروں پر کڑی بندش عائد کردی ہے۔

اس وقت پوری دنیا میں فحاشی کا جو سیلاب بلاخیز آیا اور چھایا ہوا ہے، وہ قربِ قیامت کی علامت ہے جس کی پیش گوئی احادیث میں جابجا فرمائی گئی ہے، ایک حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ ایسی عورتیں کثرت سے ہوں گی جو بہ ظاہر لباس میں ہوں گی؛ مگر لباس اتنا باریک ہوگا اور اس سے جسمانی خدوخال اس درجہ نمایاں ہوں گے کہ درحقیقت وہ برہنہ ہوں گی، وہ خود مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی، ایسی عورتیں جنت کی خوشبو سے بھی مرحوم کردی جائیں گی۔ (مسلم/۳۹۴۱)

بے حیائی کے اس طوفان کے تین اسباب بالکل نمایاں ہیں:

(۱) نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی میں بے انتہا تاخیر (اس کے اسباب کچھ بھی ہوں)

(۲) مخلوط نظامِ تعلیم ومعاشرت

(۳) موبائل اور ٹی وی اور نیٹ کے ذریعہ فحاشی کا فروغ

زنا اور عریانیت میں مبتلا سماج پر احادیث کے مطابق عذابِ الٰہی اور امراض وآفات کا نزول ہوکر رہتا ہے، ان آفات سے حفاظت کی تدبیر صرف یہ ہے کہ ملت کا ہر فرد خود بھی عفت مآب بنے اور اپنے گھر، خاندان اور سماج کو بے حیائی اور بے حجابی کی لعنت سے پاک کرنے کی مہم میں لگ جائے۔

زکوٰۃ کے تعلق سے عمومی کوتاہی

اسلام کے ارکان میں نماز کے بعد دوسرا مقام ''زکوٰۃ'' کو حاصل ہے، قرآن مجید میں اکثر مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا، ذکر اور تاکید موجود ہے، یہ وہ فریضہ ہے جسے اسلام میں ستون وبنیاد کا درجہ دیا گیا ہے، کسی انسان کے صاحبِ ایمان ہونے کی شناخت کے لیے جو معیار قرآن نے طے کیا ہے، اس میں توحید ورسالت کے اقرار اور نماز کے بعد زکوٰۃ ہی کا ذکر ہے۔ (التوبہ/۱۱)

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت کے لیے جو شرطیں متعین فرمائی ہیں، ان میں بھی زکوٰۃ کا ذکر ہے۔ (الحج/۴۱)

جو لوگ اس فرض کو ادا نہیں کرتے، ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب کی دھمکی قرآن وحدیث میں موجود ہے، دنیا میں بھی اس جرم کی نقد سزا کے طور پر بے برکتی، مال کا غلط مصارف میں ضیاع اور نقصان جیسی آفات مسلط کردی جاتی ہیں۔

ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانویؒ نے تحریر فرمایا ہے:

''زکوٰۃ وصدقات کی برکت سے مال کا بڑھنا اوران کے روکنے کی نحوست سے مال کا گھٹنا ایک ایسی روشن حقیقت ہے جس سے کسی منصف مزاج کافر کو بھی مجال انکار نہیں؛ مگر افسوس رنگ وبو کی ظلمت نے آج کے مسلمان کی نظر سے اس روشن اور چمکتی حقیقت کو بھی اوجھل کردیا، اس مسلمان معاشرے میں کتنے مسلمان ہیں جو فریضۂ زکوٰۃ کے تارک ہیں، انھیں اپنے مال کا چالیسواں حصہ نکالنا گوارہ نہیں؛ مگر دوسری طرف یہ گوارہ ہے کہ امراض ناگہانی آفات وحوادث یا ناجائز مصارف میں اس سے بھی دس گنا زائد مال نکل جائے۔

ذیل میں ایک دشمن اسلام انگریز کا واقعہ درج کیا جارہا ہے، شاید کسی غافل مسلمان کی چشم عبرت وا ہو۔

حضرت اقدس مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے کئی لوگوں سے بھی یہ قصہ سنا کہ ضلع سہارنپور میں قصبہ بہیٹ سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں، جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اوران کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے، کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے، ایک مرتبہ اس جنگل میں آگ لگی جو کبھی کبھی مختلف وجوہ سے لگتی رہتی تھی اور وہاں کے باغات وجنگلات کو جلادیتی تھی، ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں، ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جاکر واقعہ سنایا کہ حضور سب کوٹھیاں جل گئیں، آپ کی بھی جل گئی، وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، نہایت اطمینان سے لکھتا رہا، اس نے التفات بھی نہیں کیا، ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ حضور سب جل گیا، اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکری سے لکھتا رہا، ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں؛ اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا، وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی، وہ انگریز

کی اس لاپرواہی سے جواب سن کر واپس آ گیا، آ کر دیکھا تو واقعی سب کوٹھیاں جل چکی تھیں؛ مگر انگریز کی کوٹھی باقی تھی۔

فائدہ: -اللہ کی شان کہ اسلامی احکام پر عمل کر کے غیر مسلم تو فائدہ اٹھائیں اور ہم لوگ زکوٰۃ ادا نہ کر کے اپنے مالوں کو نقصان پہنچائیں، کہیں چوری ہو جائے، کہیں ڈاکہ پڑ جائے، کہیں کوئی آفت مسلط ہو جائے۔ (سودخور سے اللہ اور اس کے رسول کا اعلان جنگ/۱۲-۱۳، بحوالہ آپ بیتی:۲/۸۸)

اس سے آگے بڑھ کر دیکھا جائے، اگر اجتماعی طور پر کسی معاشرے یا خطے میں زکوٰۃ کا اہتمام ختم ہونے لگتا ہے، لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی سے لاپرواہ ہو جاتے ہیں، یا پائی پائی کے مطلوب حساب کے بجائے تخمینی طور پر زکوٰۃ ادا کر دیتے ہیں، تو ان کوتاہیوں کا وبال اجتماعی وبال و آفت (مثلاً قحط سالی و دیگر حادثات) کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، آج یہی صورتِ حال سامنے ہے، احادیث کی صراحت کے مطابق ایک دور ایسا آئے گا کہ زکوٰۃ کو تاوان اور بوجھ سمجھا جائے گا، آج کا منظر نامہ اس کی تصدیق کرتا ہے۔

ہمیں زکوٰۃ کے تعلق سے عمومی کوتاہی کے اس پہلو کو ضرور پیشِ نظر رکھ کر اپنی اصلاح کرنی چاہیے اور پوری ملت کا یہ مجموعی مزاج بننا چاہیے کہ ہر صاحبِ نصاب شریعت کے اصول کے مطابق مکمل حساب کے بعد زکوٰۃ کی رقم نکالے اور واقعی مستحقین تک اسے پہنچائے۔

حاصل یہ ہے کہ اجتماعی عذاب کا باعث بننے والی مذکورہ تینوں چیزوں: ﴿(۱) سودخوری کی وبائے عام، (۲) بدکاری اور بے حیائی کا سیلاب بلاخیز، (۳) زکوٰۃ کے تعلق سے عمومی کوتاہی﴾ سے امت کا ہر فرد بہ صدق قلب تائب ہو اور مستقبل میں کبھی ان لعنتوں کے قریب نہ جانے کا پختہ عہد کرے، قرآنی بیان کے مطابق اللہ کی رحمت اور آفتوں سے حفاظت نیکوکاروں ہی کے قریب ہوتی ہے۔

❁ ❁ ❁